مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ، فَهُوَ رَدٌّ. [الحدیث]

''صحابہؓ کے دور میں اِس بات کا التزام نہیں کیا جاتا تھا کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں، بلکہ ایسا کرنے کو وہ بدعت جانتے تھے، اسی ناجائز طریقے کو ہم جماعتی یا اجتماعی ذکر کا نام دیتے ہیں۔'' [۳۰]

''اجتماعی ذکر (ذاکرین کے اکٹھے بیٹھنے) میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر لوگ اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں۔ یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے۔ لیکن حلقہ (آواز ملا کر ذکر) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔'' [شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ]

حضرت اوکاڑویؒ نے حضرت لاہوریؒ سے پوچھا کہ: ''حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں؟'' تو حضرت (لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔'' [مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ]

مروجہ مجالس ذکر

اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

(حصہ اول)

معہ......مولانا محمد الیاس گھمن کی خدمت میں!

مرتب

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

ناشر: جامعہ حنفیہ، امداد ٹاؤن، شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد 0321-7837313

فھرست

مولانا ہزاروی سے ایک سوال........................ ۴

ذکر بالجھر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب.................. ۵

حضرت تھانویؒ، مولانا سرفراز خانؒ، مولانا یوسف لدھیانویؒ اور مولانا تقی عثمانی کے ارشادات... ۵

مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب............... ۷

(۱)......قطب الارشاد، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ.................. ۸

(۲)......شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے شیخ ومربی مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ.......... ۸

(۳)......حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ.................. ۸

(۴)......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ.................. ۹

(۵)......مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ.................. ۱۰

(۶)......برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ.................. ۱۲

(۷)......فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ ۱۴

(۸)......مفتی دیوبند مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (خلیفۂ اجل: مولانا محمد زکریاؒ)......... ۱۵

(۹)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ.................. ۱۷

(۱۰)......تلمیذ مدنی امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ.................. ۱۷

(۱۱)......حضرت مدنیؒ کے تلمیذ وخلیفہ قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ.................. ۲۰

(۱۲)......تلمیذ حضرت مدنیؒ استاذ العلماء حضرت مولانا سیّد مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ.......... ۲۱

(۱۳)......استاذ العلماء مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ.................. ۲۲

(۱۴)......استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبد الستار رحمہ اللہ.................. ۲۵

(۱۵)......شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (خلیفۂ اجل شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)..... ۲۵

(۱۶)......فتاویٰ حقانیہ......(۱۷) استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ.... ۲۷/۲۶

(۱۸)......حضرت مدنیؒ کے مرید، حضرت پیر خورشیدؒ کے خلیفہ مجاز مولانا سید امین شاہ رحمہ اللہ..... ۲۸

(۱۹)......استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ (تلمیذ مدنیؒ).................. ۲۸

(۲۰)......حکیم العصر، شیخ الحدیث مولانا عبد المجید لدھیانوی رحمہ اللہ.................. ۲۸

(۲۱)......مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم.................. ۲۹

(۲۲)......مولانا مفتی عبد الواحد مدظلہم......(۲۳)......مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی مدظلہم.... ۳۱/۳۰

(۲۴)......ہفت روزہ ”ضربِ مومن“ و ”دار الافتاء والارشاد“ کراچی......خلاصہ بحث......... ۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

برادرانِ اہل السنۃ والجماعۃ!

زیرِ نظر مجموعہ تحاریر کا مقصد ''مروجہ مجالس ذکر'' کے بارے میں اکابر اہل سنت کی آراء اور فتاویٰ کا خلاصہ عوام وخواص اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنا ہے، تاکہ بدعات کے اِس منہ زور طوفانی دور میں مجالس ذکر کے حوالے سے اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب واضح ہو۔ اور اپنے آپ کو ''سنی دیوبندی'' کہلانے والے بعض لوگ جو اکابر اہل سنت کے طریقے کے خلاف اہل بدعت کے طریقے پر زور وشور سے عمل پیرا ہیں اور اسی غلط طریقے کو اہل سنت کا طریقہ قرار دینے پر بضد ہیں، اُن کے قول وفعل کا غلط اور خلافِ حقیقت ہونا معلوم ہو۔

یاد رہے کہ ہماری یہ تحریر صرف ''مروجہ مجالس ذکر'' کے بارے میں ہے، جن میں آواز ملا کر بہ آواز بلند اجتماعی ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اعلان واشتہار (تداعی) جیسی بدعت کے ساتھ ساتھ تعیین وقت وغیرہ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اسے مقصود قرار دے کر ''مستحب'' کہا جاتا ہے۔

یہ تحریر نہ تو ''مطلق ذکر'' کے بارے میں ہے، نہ ''ذکر بالجہر'' کے بارے میں اور نہ اُن مجالس (مجامع) ذکر کے بارے میں جن کی تلاش فرشتوں کو رہتی ہے اور وہ انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔

اس لیے کہ نہ تو ہم ذکر اللہ کے مخالف ہیں......نہ ذکر بالجہر کے منکر ہیں......اور نہ مجالس (بمعنی مجامع) ذکر کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہم تو صرف مجالس ذکر کی مروجہ صورت کو ناجائز کہتے ہیں، جس کو مستحب قرار دیتے ہوئے آواز ملا کر ذکر کیا جاتا ہے اور ہر جگہ ہر بیان کے بعد کیا جاتا ہے۔

اِس وضاحت کی ضرورت اِس لیے پیش آئی کہ مروجہ مجالس ذکر میں انتہائی شدت پسندی اور تعصب کا مظاہرہ کرنے والے بعض لوگ ذکر کی مختلف اقسام کو خلط ملط کرکے دَجل سے کام لیتے ہیں۔ صاف ستھری بات اور ذکر کی ہر قسم کو الگ بیان کرکے اس کا حکم واضح کرنے میں چونکہ اُن کے کذب وافتاء کی قلعی کھل جاتی ہے، اِس لیے وہ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ اعاذنا اللہ من شرورھم.

ہمارا اُن کو چیلنج ہے کہ اگر آپ واقعی سنی حنفی دیوبندی ہیں تو ذکر کی تمام اقسام پوری تفصیل کے

ساتھ الگ الگ بیان کر کے اکابر اہل سنت دیوبند سے صراحتاً ہر ایک قسم کا حکم ثابت کریں۔ ھـــاتـوا برھانکم ان کنتم صادقین.

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مولانا ہزاروی سے ایک سوال:

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی جو پوری ''دلیری'' سے مجالس ذکر میں ایسے طریقے کو اختیار کیے ہوئے جسے دیگر اکابر کے علاوہ برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے بھی ''بدعت'' قرار دیا ہے۔ اِس کے باوجود مولانا ہزاروی اپنے آپ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا پیروکار اور اُن کے طریقہ کو جاری رکھنے والا باور کراتے ہیں۔**فیا للعجب!**

مولانا ہزاروی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مختلف اجتماعات میں اپنے بیان کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر ہی، بھرے مجمع کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ: ''بیان ہو چکا، اَب ذکر ہوگا، ہمارے سب اکابر اِسی طرح ذکر کرتے تھے، اور اس کے قائل تھے۔بعض عناصر اسے بدعت کہتے ہیں، اُن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔'' وغیرہ وغیرہ۔اس کے بعد بہ آواز بلند ذکر اتے ہیں اور سارا مجمع مل کر آواز ملا کر ذکر کرتا ہے۔ اور اِس صورت کو مولانا ہزاروی ''مستحب'' بھی قرار دیتے ہیں۔

مولانا ہزاروی سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر آپ کا طریقہ اہل بدعت کا طریقہ نہیں، بلکہ اکابر اہل سنت دیوبند کا ہی طریقہ ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس طریقے کو پوری تفصیل کے ساتھ اکابر اہل سنت دیوبند سے ثابت کریں۔جس میں مذکورہ بالا تمام امور کی صراحت ہو۔

اور اگر یہ طریقہ اِس تفصیل اور اِس حکم کے ساتھ اکابر اہل سنت دیوبند سے ثابت نہیں، بلکہ اکابر اہل سنت کی تصریحات اِس کے خلاف ہیں، تو پھر یقیناً وہ اہل بدعت کے طریقہ پر عمل پیرا ہیں۔

ذکر کی اقسام کے باہمی فرق اور ان کے بارے میں اکابر اہل سنت کی آراء کی وضاحت کے لیے ہم پہلے نہایت اختصار سے ''ذکر بالجہر'' کے بارے میں اکابر اہل سنت دیوبند کا موقف نقل کرتے ہیں، (ذکر بالجہر سے متعلق تفصیل حصہ دوم میں آئے گی۔) پھر ''مروجہ اجتماعی مجالس ذکر'' کے بارے میں حوالے نقل کریں گے۔ان شاء اللہ عبدالرحیم چاریاری غفرلہ ۱۳/رجب ۳۹ھ

ذکر بالجہر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب

ذکر بالجہر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ:

۱......ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن اولیٰ بہر حال ذکر خفی ہے۔

۲......ذکر بالجہر شیخ کامل کی اجازت سے بقدر ضرورت اور بوقت ضرورت کرنا چاہیے۔

۳......ذکر بالجہر کی اجازت صرف اس مرید کو دینی چاہیے جسے جہر کی ضرورت ہو۔

۴......کسی نائم، مصلی وغیرہ کو اس سے تشویش نہ ہو۔

۵......جہر کو مقصود اور مستحب نہ سمجھا جائے۔

۶......جہر مفرط (بہت زیادہ زور سے) نہ ہو۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’راقم کی رائے ناقص میں قول مجوزین کا صحیح اور ان میں سے مفصلین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ (مگر اس میں شرط یہ ہے کہ کسی نائم یا مصلی کو اذیت نہ ہو، اور جہر مفرط نہ ہو، اور اگر کسی شیخ نے جہرِ مفرط بتلایا ہو، تو علاوہ شرط عدم تأذی، جس پر ان کے ایک شرط اس میں یہ بھی ہے کہ جہر کے اسی افراط کو قربتِ مقصودہ نہ سمجھے، بلکہ مبنی بر مصالحِ خاصہ معتبرہ معلومہ عند المشائخ سمجھے)‘‘

[امداد الفتاویٰ: ۱۵۲/۵]

’’اور جہر فی نفسہٖ ممنوع نہیں ہے، جن حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے، مراد اس سے مفرِط ہے، البتہ اگر کسی عارض کی وجہ سے مثل دفعِ خطرات یا دفعِ قساوت وتحصیلِ رقّت وغیرہ، ان شرائط کے ساتھ ہو کہ کسی شیخِ محقّق نے تجویز کیا ہو، کسی نائم یا مصلّی کو تشویش نہ ہو، ورنہ بستی سے باہر چلا جاوے، اُس جہر کو قربت نہ جانتا ہو، بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے، کیونکہ جو مفاسد عللِ نہی کے تھے وہ اس میں نہیں ہیں۔ واللہ اعلم‘‘ [بیان القرآن: ۶۳/۴، الاعراف، پارہ: ۹]

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’اس سے معلوم ہوا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ جہرِ مفرط کے قائل نہیں ہیں۔ اور خود اِس عبارت میں تشریح فرماتے ہیں کہ جہرِ مفرط وہ ہے جس سے کسی سونے والے یا نمازی کو تکلیف اور تشویش ہو اور ایسے جہر کو نہ تو وہ عبادت وقربت سمجھتے ہیں اور نہ بستیوں اور آبادیوں میں ایسے ذکر کی اجازت دیتے ہیں، وہ تو صرف ایسے جہر کی اجازت دیتے ہیں جو معتدل ہو مثلاً یہ کہ بالکل قریب

بیٹھنے والے ہی سُن سکیں۔'' [حکم الذکر بالجہر صفحہ ۱۶۱،۱۶۲]

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ سب ذاکرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سب صاحب سُن لیں:

''چشتیہ میں جو جہر ہے وہ محض اس مصلحت سے ہے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے تاکہ خطرات نہ آویں، یہ غرض خفیف جہر سے بھی حاصل ہوسکتی ہے، لہٰذا بقاعدہ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ بہت چلاّ چلاّ کر ذکر کرنا عبث فعل ہوا، اور عبث فعل پسندیدہ نہیں۔'' [ملفوظاتِ اشرفیہ: ۴۵۸، ملفوظ: ۶۵۰]

ایک مقام پر ذکر بالجہر کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جہر مقصود بالذات اور قربت فی نفسہا نہیں، ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے، اور حدیث میں جو وارد ہے اِنَّکُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَاغَائِباً (ترجمہ: بے شک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو) میرے نزدیک اسی اعتقاد کی نہی پر محمول ہے اور بعض نے جہرِ مفرط کو اس کا محمل بنایا ہے، جس سے دوسرے لوگ متأذی ہوں مثلاً نائمین (سونے والوں) کو تشویش ہو اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات ہیں، ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے، .... معلوم ہوا کہ جہر ''مِنْ حَیْثُ ھُوَجَھْرٌ'' (اس حیثیت سے کہ وہ جہر ہے) عبادت نہیں اور اگر مقصود تو ذکر کو سمجھیں اور جہر کو کسی مصلحت سے اختیار کریں جیسے دفعِ خواطر و حصولِ جمعیت وغیرہ تو یہ صورت ممنوع نہیں، بشرطیکہ کوئی اور عارض مانع نہ ہو بہرحال جہرِ مفرط تو مطلقاً ناجائز ہے، جس سے خود کو مشقت ہو یا دوسروں کو، اور جہرِ معتدل میں تفصیل ہے، اگر خود جہر کو بقصد ثواب اختیار کرے تو یہ بھی ناجائز اور بدعت ہے، .... جہر میں یہ حکمت سمجھی گئی ہے کہ اس سے وساوس و خطرات کم آتے ہیں، سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے۔ [شریعت وطریقت: ۲۷۱، ۲۷۲،]

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے اجل خلیفہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''ذکرِ جہر جائز ہے، بزرگوں کے بعض سلسلوں میں بطورِ علاج ذکرِ جہر کی تعلیم ہے، تاہم جہر خود مقصود نہیں، بلکہ آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کرے۔'' [آپ کے مسائل: ۳۷۰/۷]

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''لہٰذا کسی پابندِ شریعت شیخِ کامل نے مرید کے حالات کے پیشِ نظر ذکرِ جہر کے لیے کہا ہو تو اسے جہراً ذکر کرنا جائز ہے، لیکن دو شرطوں کے ساتھ: ایک یہ کہ اس کا یہ ذکرِ جہر کسی شخص کی نیند میں خلل یا کسی اور معقول تکلیف کا موجب نہ ہو، دوسرے یہ کہ جہراً ذکر کو عبادتِ مقصودہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے علاج کے طور پر اختیار کیا جائے۔'' [فتاویٰ عثمانی: ۲۹۰/۱]

اس سے معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک:

۱......جہر کو مقصود بالذات یعنی قربتِ مقصودہ سمجھنا درست نہیں، بلکہ بدعت ہے۔

۲...... جہرِ مفرط، جس سے دوسروں کو ایذا پہنچے، اس کی ممانعت ہے۔

۳......جہرِ معتدل کو کسی مصلحت و علاج کے طور پر اختیار کرنا جائز ہے۔

۴......اس مصلحت و علاج کا مقصود عموماً خفیف جہر سے حاصل ہو جاتا ہے۔

۵......جہر خفیف کی حد یہ ہے کہ آواز اپنے کانوں تک آواز پہنچ جائے۔

۶......نیز مریض وغیر مریض سب کے حق میں جہر کو افضل قرار دینا اور جہری ذکر کی مجالس میں ہر کس و ناکس کو ترغیب و دعوت دینا، اور سب کے حق میں اس کو افضل و مستحب قرار دینا درست نہیں ہے۔

مجالس ذکر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک و مشرب

قارئین ''ذکر بالجہر'' کے بارے اکابر اہل سنت دیوبند کا موقف جید اکابر کی تحریرات سے ٹھوس، واضح اور غیر مبہم حوالہ جات کے ساتھ مختصراً جان چکے ہیں۔(اس کی تفصیلی بحث حصہ دوم میں آئے گی۔ان شاءاللہ) اَب ہم زیرِنظر رسالہ کے (حصہ اول کے) اصل مقصود کی طرف آتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کی مروجہ مجالس جن صفات کے ساتھ منعقد کی جاتی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱......مجلس ذکر کا باقاعدہ اعلان و تشہیر کی جاتی ہے جو ''تداعی'' (دعوت دینا) ہے۔

۲......بہت سے مقامات پر جگہ اور وقت کی تعیین بھی ہے، مثلاً ہر بدھ یا ہر اتوار وغیرہ۔

۳......ان مجالس ذکر کو مقصود اور مستحب سمجھا جاتا ہے۔

۴......بہ آواز بلند ذکر کیا اور کروایا جاتا ہے۔اور اِس میں جہر مفرط ہوتا ہے۔

۵......یا تو سب ہی ذاکرین آواز ملا کر ذکر کرتے ہیں۔

۶......یا پھر ایک شخص ذکر کرانے والا ہوتا ہے، باقی آواز ملا کر ذکر کرنے والے۔

۷......اپنی خانقاہ وغیرہ سے ہٹ کر عوامی اجتماعات میں بھی اسی طرح ذکر کروایا جاتا ہے۔

۸......مریدین اور غیر مریدین سب کو اسی طرح جہراً اجتماعی ذکر کرایا جاتا ہے۔

حالانکہ اکابر اہل سنت دیوبند کے نزدیک اِن صفات کے ساتھ ذکر کرنا یا کرانا درست اور

جائز نہیں بلکہ بدعت اور گمراہی ہے۔ مذکورہ صفات میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو اکابر اہل سنت اس سے منع کرتے ہیں، ظاہر ہے جہاں اکثر صفات پائی جائیں گی، وہاں ممانعت بھی بدرجہ اَولیٰ ہوگی۔

ذکر کی اجتماعی مجالس کی مروجہ صورت کی وضاحت کے بعد ہم اکابر اہل سنت کے حوالے نقل کرتے ہیں۔ جن سے اِس بارے میں اکابر اہل سنت دیوبند کا مسلک ومشرب بالکل واضح ہے۔

(۱)......قطب الارشاد، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگرچہ ذکر مطلقاً جائز ہے مگر جس موقعے پر کوئی طرزِ خاص قرونِ ثلاثہ میں پایا گیا ہے اس کو دوسری طرح بدلنا بدعت ہے......بہر حال ذکر اس طرح کرنا بدعت ہے۔'' [تذکرۃ الرشید: ۱/۱۷۰، ملخصاً]

(۲)......شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے شیخ ومربی مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ذکر اللہ تعالیٰ اسی وقت مقبول ہے کہ حسبِ قاعدہ شرع کے ہو، نہ بطور بدعت ومعصیت کے۔ پس جو ذکر مرکب بدعت ومعصیت سے ہوگا، اس کی شرکت بھی ممنوع ہووے گی۔

''چنانچہ پہلے بھی جواب اس سفسطہ (مغالطہ) کا ہو چکا ہے، کہ منع کرنا بوجہ بدعت کے ہے، نہ بوجہ ذکر کے۔'' [براہینِ قاطعہ: ۱۱۳]

''پس حاصل یہ ہوا کہ نفسِ ذکر مستحب اور قیود اس کی ممنوع، اور مجموعہ مقیَّد بھی ممنوع۔''

[براہینِ قاطعہ: ۱۵۴]

''مطلق میں کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے، خواہ ذکر اللہ تعالیٰ میں واقع ہو، خواہ ذکرِ رسول ﷺ میں اور اگر اپنے اطلاق پر رہے تو جائز۔'' [براہینِ قاطعہ: ۱۹۶/۱۹۵]

(۳)......حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اجتماع کے ساتھ ذکر اگر بلا التزام و بلا اعلان ہو مضائقہ نہیں اور بجز حافظ صاحب کے اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔'' [تربیت السالک: ۲/۹۲۵] (یعنی ایک دو فرد ہوں، اور اعلان بھی نہ ہو اور التزام بھی)

''الجواب......آئندہ اندیشہ ضرور ہے۔ بطور خود جو چاہیں ذکر وشغل کریں یہ بھی ممکن ہے۔ اہتمام اجتماع کا بند کرنا چاہیے۔'' [تربیت السالک: ۲/۸۱۷]

''سوال: سال کے اکثر حصوں میں بزرگوں کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لئے لوگوں کو جمع کر کے بلا کسی خاص انتظام واوقاتِ متعینہ کے قرآن شریف پڑھا جاوے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اپنے دوست واحباب کو شمولیت کے لئے کہنا کیسا ہے؟

الجواب: یہ تداعی ہے غیر مقصود کے لیے جو بدعت اور مکروہ ہے۔'' [امداد الفتاویٰ ۱/۵۳۹]

قارئین غور فرمائیں کہ قرآن کی تلاوت بھی ''ذکر'' میں داخل ہے، اور نوافل کے علاوہ ہے، مگر اس کے لیے تداعی کو بدعت ومکروہ قرار دیا جا رہا ہے۔ حضرت تھانویؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''تمام بدعات اسی طرح جاری ہوگئی ہیں، لہٰذا یہ رسم واجب الترک ہے، جس کو پڑھنا ہو، بطورِ خود پڑھے، جمع ہو کر پڑھنا، یقیناً ذریعۂ مفاسد ہے۔'' [امداد الاحکام:۱/۱۹۶]

(۴)......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی صورت جمع کی نکالی جائے تو یہ کہنا ممکن ہے کہ کوئی چیز ہر دو صاحبوں (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما) نے اس جماعت میں ایسی مشاہدہ کی جو کہ زمانۂ سعادت میں نہیں پائی گئی اور اس میں افراط وتفریط کا شائبہ تھا، اس بنا پر اس کو منع کیا، نہ کہ نفسِ اجتماع بالذکر اور اس کی مباح کیفیات کو، خط کشیدہ عبارات پر تینوں روایتوں میں غور فرمائیے۔

اس روایت میں قراءتِ قرآن پر بھی تو نکیر ہے، پھر کیا اس میں مطلقاً ممانعت جاری ہوسکتی ہے؟

اور اگر ایسا کیا جائے تو کیا آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کا خلاف لازم نہیں آئے گا؟

اگر اس میں کوئی تخصیص ایسی کی جائے جو کہ محط انکار ہوسکتی تو حلقِ ذکر میں کسی خاص کیفیت منکرہ پر یہ ممانعت محمول ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ۲۲/ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ'' [مکتوبات:۲/۶۴]

مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی حضرت مدنی رحمہ اللہ کے اس مکتوب پر نوٹ کے طور پر تحریر فرماتے ہیں:

''ذکر وغیرہ مستحب عبادات کے لیے اجتماع اور تداعی کو فقہائے کرام نے منع فرمایا ہے، اس لیے اجتماعی مجالسِ ذکر کو سنت یا مستحب نہیں کہا جاسکتا۔

صوفیاءِ کرام کے ہاں اگر تعلیم کے لیے اجتماعی ذکر ہو تو تعلیم اور علاج کی حد تک اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

احادیث میں اجتماعی ذکر کے جو واقعات مذکور ہیں وہاں اجتماع کا اہتمام اور تداعی کا التزام نہ تھا، بلکہ صرف نفسِ اجتماع اور اس کی مباح کیفیات پائی جاتی تھیں۔

جیسا کہ حضرتِ اقدس مدنی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے، التزام واہتمام اور دیگر مفاسد، قیوداتِ زائدہ نہ تھیں اس لیے ان کو بنیاد بنا کر مروّجہ مجالسِ ذکر کو مستحب ومسنون قرار دینا صحیح نہیں ہے۔'' [معارفِ مدنی:۴۴۹]

مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم حضرت مدنی رحمہ اللہ کی مذکورہ تحریر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی یہ تحریر ہمارے ذکر کردہ مضمون کے موافق ہے اوراس کی تائید کرتی ہے، معارضہ کی ضرورت ہی نہیں، اس لیے ہم نے جمع (بین الاحادیث) کی صورت کولیا ہے۔اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دونوں ہی نے اس جماعت میں جو بات مشاہدہ کی جو کہ زمانۂ سعادت میں نہیں پائی گئی اوراس میں افراط وتفریط کا شائبہ بھی تھا وہ اجتماعی ذکر کرنے کا التزام تھا۔یہی بات محطِّ انکار ہے اور یہی وہ خاص کیفیتِ مُنکَرہ ہے جس پر ممانعت محمول ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ طبرانی میں **فامرھم ان یتفرقوا** (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو متفرق ہونے کا حکم دیا) اور یہ حکم اس لیے تھا کہ ان کے ذکر میں تفرق ہوجائے، ورنہ مسجد میں ہوتے ہوئے ان کے تفرقِ ابدان سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا بلکہ مجلس قائم رہتی ہے۔علاوہ ازیں ہم ممانعت کو مطلق بھی نہیں لیتے اور وہ مجالسِ ذکر جو تداعی کے بغیر ہوں اور جن میں اجتماعی ذکر کا التزام نہ کیا گیا ہو، ان مجالسِ ذکر کو جائز سمجھتے ہیں اور صرف ان مجالسِ ذکر کی تخصیص کرتے ہیں جن کے لئے تداعی کی گئی ہو یا جن میں اجتماعی ذکر کا التزام کیا گیا ہو کہ یہ محطِّ انکار ہوسکتی ہیں۔'' [فقہی مضامین:۱۳۶]

(۵)......مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت بعد مغرب بیٹھتی ہے، اوران میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ اکبر کہو، اوراتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو اوراتنی مرتبہ الحمدللہ کہو۔

اور سب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس جماعت میں گئے، اور جب ان کی یہ باتیں سنیں، تو کھڑے ہوئے، اور فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں، اوراس خدا کی قسم، جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ تم لوگوں نے نہایت تاریک بدعت اختیار کی ہے، یا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہو۔

اس روایت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ان لوگوں کا یہ فعل باوجودیکہ ذکرِ الٰہی اور تکبیر وتسبیح وتہلیل ہی تھا، مگر چونکہ اس کی وضع اور ہیئت ایسی مقرر کی گئی تھی جس کا ثبوت شریعتِ مطہرہ سے نہیں تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز اور بدعت تھا۔

اس پر بدعت کا حکم لگانے کی وجہ کیا تھی، صرف یہی کہ ذکر اللہ اگر چہ ہر وقت مطلوب اور محبوب ہے، مگراس کے لیے یہ اہتمام واجتماع کرنا حدودِ شریعت سے تجاوز کرنا تھا، ہر شخص کو یہ اختیار حاصل

ہے، کہ وہ بطورِ خود جس قدر چاہے ذکرُ اللہ کرے، لیکن یہ اختیار نہیں کہ ایک جدید اور نئی صورت اور ہیئت ایجاد کرے، اور پھر اسے طریقِ شرعی اور موجبِ ثواب اعتقاد کرے۔"

[کفایت المفتی: ۱۴۵/۴]

(حلقۂ ذکر کے نام سے منعقد ہونے والی محافل کا حکم)

(ترجمہ سوال) "ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں قائم ہیں جن کو حلقۂ ذکر کہا جاتا ہے، بعض لوگ ایسی محفلیں ہفتہ میں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ، ان محفلوں میں لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور تکبیر و تسبیح و تمجید بیان کرتے ہیں، کلمہ طیبہ، استغفار، تحمید کا ورد کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، کبھی کبھی ان محفلوں میں مولود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب میں محبت و الفت پیدا کر دے اور نورِ ہدایت سے منور کر دے تا کہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

(ترجمہ جواب) جان لو خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھلائی اگر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رد کر دی جائے گی، یعنی نا مقبول ہے اور ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں ابنِ مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے، ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دل میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے" او کما قال" اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو منع کیا جو نمازِ چاشت کے لیے مسجد میں جمع ہوتے تھے، اور اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔

پس یہ حلقہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اسی قسم کی بدعات میں سے ہیں، جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں، اور اصلاح کا ذریعہ جانتے ہیں، حالانکہ یہ گناہ اور موجبِ عذاب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے حلقہائے ذکر کے اہتمام و انتظام) کا کوئی

قابلِ اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنا اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ و برتر ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔"[کفایت المفتی مدلل مکمل، مع عنوانات:۲/۷۸تا۸۰]

سوال میں حلقۂ ذکر کی اور بعض لوگوں کے ہفتہ وار اور بعض کے ماہوار، ان حلقوں کے منعقد کرنے کی، نیز تکبیر، تسبیح، تمجید، کلمہ طیبہ، استغفار، تلاوت اور درود شریف پڑھنے کی وضاحت ہے اور ساتھ ہی اس کا مقصد بھی بتلایا گیا ہے، جس کا خلاصہ دلوں میں اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی محبت کا پیدا ہونا اور اصلاح کا حاصل ہونا ہے۔

لیکن حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ کی حدیث سے استدلال فرما کر، ذکر کے ان حلقوں کو بدعت قرار دیا ہے، اور ان کو اصلاح کا ذریعہ جاننے کی تردید فرمائی ہے، اور ان کے گناہ اور عذاب کے موجب ہونے کا حکم لگایا ہے، اور اس طرح ذکر کے عدمِ ثبوت کا حکم لگایا ہے، اور اس طرح ذکر کی مجالس قائم و منعقد کرنے کو گمراہی قرار دیا ہے۔

(۶)...... برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مسجد میں ذکر بالجہر سے کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ نمازیوں کی نماز اور سونے والوں کے سونے میں خلل نہ پڑے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کا ایسا اہتمام نہ کیا جائے جس سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔"[مکتوبات:۲/۷۵] (نوٹ: سائل کا سوال انفرادی ذکر بالجہر سے متعلق ہے۔ناقل)

یعنی انفرادی طور پر ذکر بالجہر کی تو اجازت ہے، لیکن اِس انفراد میں بھی ایسا اہتمام نہ ہو کہ بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔ مثلاً تداعی کریں یا سب ذاکرین اِس بات کا اہتمام کرنے لگیں کہ فلاں وقت فلاں جگہ جمع ہو کر اپنا اپنا ذکر کیا کریں گے۔ اِس "اہتمام" سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے گی۔

"اس ناکارہ کو تو یہ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حلقہ کے ذکر کی کیا صورت ہے۔ لیکن اجتماعی ذکر (ذاکرین کے اکٹھے بیٹھنے[ناقل]) میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر لوگ اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں۔ یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے۔ لیکن حلقہ (آواز ملا کر ذکر[ناقل]) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ اپنے ذہن میں ہمیشہ اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ اس صورت میں ذکر کی طرف توجہ تام کے بجائے عوارض کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔"[مکتوبات:۲/۴۹]

اس مکتوب گرامی میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ: حلقہ (آواز

ملا کر ذکر) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ اِس وضاحت اور صراحت کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کے خلفاء کا مروجہ مجالس ذکر کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے تداعی کو مستحب قرار دینا حضرت رحمہ اللہ کی تعلیمات سے کس قدر مطابقت رکھتا ہے محتاج بیان نہیں۔

اجتماعی ذکر بالجہر سے متعلق مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا سوال اور حضرت شیخ الحدیثؒ کا جواب:

حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہاں جماعت کے امیر صاحب نے اہتمام ذکر کی تجویز کی ہے اور تقریباً ۲۶/آدمیوں نے اس کے لیے نام پیش کیے ہیں، مغرب کے بعد لوگ ذکر کریں گے۔ان کی تین جماعتیں بنادی گئی ہیں، ۶/روز مرکز میں برابر ذکر ہوا کرے گا۔

اور ساتویں روز اجتماع کا ہے، اس روز اخیر میں سب یکجائی ذکر کریں گے اور اس کی ذمہ داری اِس ناکارہ کے سر ڈالی ہے۔''

جواب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ:

''دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے۔اللہ تعالیٰ شانہ مدد فرمائے۔اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ یہ سلسلہ چلے۔اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً یہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ اِس کو آپ خود ہی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی (آواز ملا کر ذکر والی[ناقل])صورت یہاں (ساتویں روز[ناقل]) بھی نہ ہو، مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے ہیں اس میں مضائقہ نہیں۔''

حضرت مفتی صاحبؒ مزید لکھتے ہیں کہ:

''......بعض لوگ کسی سے بھی بیعت نہیں۔ان سب کے لیے احقر پریشان ہے کہ کیا کرے بغیر بیعت کے ذکر جہر مناسب ہے یا نہیں؟''

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب: ''مناسب نہیں۔''

حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ بھی لکھا کہ: ''سوم کلمہ، درود شریف، استغفار میں تو غالباً مضائقہ نہ ہوگا۔''

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب: ''جہر سے نہ ہو۔'' [تربیت السالکین :۱۵۶۔۱۵۷]

غور فرمایئے! کہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کو ایک محدود سطح پر چند مخصوص حضرات

ذاکرین کا نگران مقرر کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے سوم کلمہ، استغفار اور درود شریف کو بھی جہراً پڑھنے سے منع فرمادیا۔ جو ذاکرین کسی سے بیعت نہیں تھے۔ ان کو جہر کرانے کو بھی نامناسب لکھا۔ اور جو باقاعدہ کسی کے مرید تھے، اور ذکر بالجہر کی اجازت حاصل تھی، اُن کے بارے میں یہ شرط رکھی کہ اجتماعی طور پر نہ کریں، بلکہ انفرادی طور پر ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرتا رہے۔

نیز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی اپنی مجلس میں بھی 'اجتماعیت' نہیں ہوتی تھی، تمام شرکاء اپنے اپنے معمولات کرتے تھے۔ اگر کسی نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے کوئی بات کرنی ہوتی تھی تو وہ بات کرتا رہتا تھا۔ باقی لوگ اپنے اپنے معمولات میں مشغول رہتے تھے۔ اور آتے جاتے رہتے تھے۔ 'اجتماعی ذکر' کی کوئی ترتیب نہیں تھی۔ [دیکھیے تحفظ عقائد اہل سنت: ۸۲۹، جدید]

(۷)......فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وحاملانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ صبح اور عشاء کی اذان اور فرضوں کے درمیان مسجد میں ایک طرف چادر بچھا کر گٹھلیوں پر درود شریف اجتماعی شکل میں پڑھ لیا جائے، جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے، وہ بھی اس طرح پڑھنے لگ جائیں گے، اور اجتماعی عبادت کا زیادہ ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔ مگر ساتھ ہی علماء کرام سے اس اجتماعی شکل کے متعلق استفتاء بھی مطلوب ہے، کہ اس طرح کرنے سے خدانخواستہ خلافِ سنت کوئی بات تو نہیں بن جاتی۔ نیز انفرادی شکل میں پڑھنا زیادہ بہتر ہوگا، یا اس خاص صورت کے اجتماعی انداز کے ساتھ زیادہ بہتر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر کبھی کبھی ایسا ہو تو جائز ہے، گو اس میں بھی لوگوں کے ذکر وفکر اور عشاء کی سنت غیر مؤکدہ غائب ہوں گی، لیکن کچھ روز بعد یہ لازمی چیز بن کر بدعت ہو جائے گی، ممکن ہے کسی جگہ ہو بھی، وہ میرے علم میں نہیں، انفرادی شکل میں ہی افضل ہے، جہاں اجتماعی صورت مناسب تھی، حضور ﷺ نے خود بتادی ہے۔ ہم کو اس پر زیادتی کرنے کا حق نہیں ہے، اور عمل کے درجہ میں حضور ﷺ پر اعتراض کا حق نہیں، بلکہ گناہ ہے، کہ حضور ﷺ کو یہ بھی لازم کرنا چاہیے تھا، یا مثلاً سنت کرنا چاہیے تھا۔ فقط جمیل احمد تھانوی، مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن۔ لاہور [تحقیقی نظر: ۲۴۸]

(۸)......شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے خلیفہ، مفتی دیوبند مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اصل یہ ہے کہ ذکر اللہ خواہ انفراداً ہو، خواہ اجتماعاً بالاجماع امرِ مستحسن ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، البتہ عوارض کی وجہ سے بعض اوقات ممانعت ہوجاتی ہے، مثلاً کسی خاص ھیئت، وضع وتاریخ وغیرہ کا ثبوت شرعی نہیں ہے، ان کا التزام کرنا، تارک پر ملامت سب وشتم کرنا یا ریاء کا پایا جانا یا جہرِ مفرط کا ہونا، جس سے نائم، مصلی، قاری وغیرہ کو تشویش ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ممانعت ان عوارض پر ہی محمول ہے، بحر واقعات وغیرہ کا محمل بھی یہ ہی ہے، بسا اوقات ایک مباح بلکہ مندوب شئی اصرار والتزام سے مکروہ ہوجاتی ہے۔‘‘ [فتاویٰ محمودیہ، مبوب: ۴/۴۳۹؛ ۴۴۰]

’’درود شریف کی ترغیب وتاکید قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے، یہ بڑی خیر وبرکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا ورد رکھنا چاہئے، مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہئے، بلکہ قرونِ مشہود لہا بالخیر میں اس کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہئے، ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کرکے اس تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اور سرورِ عالم ﷺ اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہٗ بھی خوش ہوکر ایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں، سوال میں جو صورت درج ہے اس کا ثبوت ادلۂ شرعیہ سے نہیں ہے۔‘‘ [فتاویٰ محمودیہ: ۴/۴۳۱]

’’**سوال**: بستی کے اندر ایک مسجد ہے اور اس میں کچھ آدمی مل کر ذکر بالجہر کرتے ہیں، ذکر یہ ہے کہ پیر صاحب نے بتا رکھا ہے، **سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ** وغیرہ، اور اس وقت کرتے ہیں جب عشاء کی نماز کے بعد نمازی نماز سے فارغ ہوکر چلے جاتے ہیں، عشاء کی نماز سے تقریباً ۴۰ / یا ۴۵ / منٹ کے بعد حلقہ والوں نے بآواز بلند ذکر شروع کردیا، تو اب آپ برائے مہربانی یہ تحریر کردیجئے کہ اگر کوئی نمازی پھر آجائے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ ایسے مل کر حلقہ کرنا یعنی ذکر بآوازِ بلند کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً! فی نفسہٖ ذکر اللہ بہت مبارک ہے، قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کی کثرت سے ترغیب آئی ہے جو کلمات سوال میں مذکور ہیں ان کی بڑی فضیلت وارد ہے، ان کو آہستہ اور جہر سے پڑھنا ہر طرح ٹھیک ہے، مگر مناسب یہ ہے کہ ان کو آہستہ پڑھا جائے، اور انفرادی

طور پر پڑھا جائے، حلقہ کی صورت سے آواز ملا کر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے، بسا اوقات اس میں تان کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، اپنا اپنا الگ پڑھیں، اگر ایسے وقت کوئی نماز کے لئے آئے اور وہیں پڑھنا چاہے تو اس کو موقع دیا جائے، تاکہ اس کی نماز میں خلل نہ آئے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۲ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۴ھ" [فتاویٰ محمودیہ: ۴۴۲/۴]

فائدہ: اس فتویٰ میں درود شریف کو آہستہ اور انفرادی طور پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور حلقہ کی صورت میں آواز ملا کر پڑھنے سے پرہیز کرنے کا واضح طور پر حکم فرمایا گیا ہے، اور پیر صاحب کے بتلائے ہوئے ذکر کو بھی بصورتِ اجتماع پڑھنے سے پرہیز کرنے کا حکم لگایا گیا ہے۔

"درود شریف سراً و جہراً دونوں طرح درست وثواب، باعثِ ترقیِ درجات اور موجبِ قرب ہے، جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کی تاکید ہے، لیکن اجتماعی حیثیت سے جہراً پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، حالانکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی بکثرت حضر وسفر میں جمع ہونے کا موقع ملتا تھا، مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماعاً جہراً پڑھنے کا معمول رہا ہو۔

انفراداً بھی جہراً پڑھنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی کو تشویش نہ ہو، مثلاً وہاں کوئی نماز میں مشغول نہ ہو، یا نائم نہ ہو؛ نیز جہراً پڑھنے سے دوسری کوئی غرض مطلوب نہ ہو۔" [ایضاً: ۱۲۸/۳]

مفتی محمود حسن صاحب جو مفتی دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ مفتی وفقیہ ہیں وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مسجد میں پانچوں وقت اور سفر وحضر میں جمع ہونے کے باوجود کہیں بھی اجتماعاً وجہراً پڑھنے کے ثبوت کی نفی فرما رہے ہیں، اور حدیث وفقہ سے بھی اس کے عدمِ ثبوت کا حکم لگا رہے ہیں، اور درود شریف ذکر کا ایک فرد ہے۔

سوال: ہر جمعرات کو پابندی سے بعد نمازِ عشاء محفلِ درود شریف اعلان کر کے منعقد کرنا اور بغیر کسی جبر کے دو ایک حضرات بخوشی اپنی طرف سے شیرینی تقسیم کر دیں، تو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ سب کیسا ہے؟ اگر مناسب ہو تو کوئی اور بہتر طریقہ عمل درود شریف کا تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: یہ دن کی پابندی ہر جمعرات، وقت کی پابندی بعد نمازِ عشاء، تداعی (اعلان) کے ساتھ، محفل منعقد کرنا سلفِ صالحین، صحابہ، تابعین، محدثین، فقہا سے منقول نہیں ہے، اپنی خوشی سے اگر کوئی صاحب شرینی تقسیم کر دیں گے تو اس سے جبر یہ شیرینی کی قباحت تو ختم ہو جائے

گی، مگر دوسرے قبائح پھر بھی موجود ہیں۔

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شبِ جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے؛ مگر اس کے لیے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں۔

جو شخص تنہاء مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو، درود شریف دل لگا کر اخلاص کے ساتھ یکسوئی کے ساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے۔

شیرینی جب دل چاہے، جس قدر چاہے، بازار سے خرید کر کھالیا کرے، غرباء اور دوستوں کو بھی جس قدر چاہے، کھلایا کرے۔ فقط واللہ اعلم [فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۱/۳، باب البدعات والرسوم]

(۹)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’انفرادی طور پر درود کی کثرت کے فضائل حدیث وقرآن میں مذکور اور صحابہ وتابعین کا معمول ہے، نہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے، نہ تعداد، جتنا کسی سے ہوسکے اختیار کرے اور سعادتِ دارین حاصل کرے، کلام صرف اس مروّجہ اجتماعی صورت میں ہے۔‘‘ [جواہر الفقہ: ۲۱۴/۱]

’’ارشادِ قرآنی **وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰكُمْ** سے ایک اور بھی اصولی مسئلہ نکل آیا، کہ ذکرُ اللہ اور عبادت میں آدمی خود مختار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح چاہے یاد کرے، اور جس طرح چاہے اس کی عبادت کرے، بلکہ ذکر اللہ اور ہر عبادت کے خاص آداب ہیں، اُن کے موافق ادا کرنا ہی عبادت ہے، اس کے خلاف کرنا جائز نہیں، اور اس میں کمی بیشی یا مقدم مؤخر کرنا خواہ اس میں ذکر اللہ کی کچھ زیادتی بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، نفلی عبادات اور صدقہ وخیرات وغیرہا میں جو لوگ بلا دلیلِ شرعی اپنی طرف سے کچھ خصوصیات اور اضافے کر لیتے ہیں، اور ان کی پابندی کو ضروری سمجھ لیتے ہیں حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو ضروری قرار نہیں دیا اور ان افعال کے نہ کرنے والوں کو خطاوار سمجھتے ہیں، اس آیت نے ان کی غلطی کو واضح کر دیا کہ وہ اہلِ جاہلیت کی سی عبادت ہے کہ اپنی رائے وقیاس سے عبادت کی صورتیں گھڑ رکھی تھیں اور چند رسموں کا نام عبادت رکھ لیا تھا۔‘‘

[معارف القرآن: ۴۸۷/۱]

(۱۰)......امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ یہ روایت ثابت ہے کہ انہوں نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ اور درود شریف پڑھتے ہیں، چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ ہم نے یہ کارروائی آنحضرت ﷺ کے

مبارک عہد میں نہیں دیکھی اور میں تمہیں بدعتی ہی خیال کرتا ہوں، بار بار یہ فرماتے رہے، یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اجتماعی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا، حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تفسیر، فقہ اور علومِ دینیہ میں جو مقام ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔'' [حکم الذکر بالجہر:۱۴۲]

حضرت ملاعلی القاری الحنفی رحمہ اللہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی سادہ اور سنت کے مطابق زندگی کا نقشہ بتاتے ہوئے ''اَقَلُّهَا تَكَلُّفاً '' (یہ حدیث مشکوٰۃ ج ا ص ۳۲ میں موجود ہے) کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَلَا يَتَحَلَّقُوْنَ لِلْاَذْكَارِ وَالصَّلَوَاتِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَافِيْ بُيُوْتِهِمْ.'' [**مرقاۃ:**۱/۲۶۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث]

''وہ مسجدوں اور گھروں میں بلند آواز کے ساتھ ذکر اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی حلقہ نہ قائم کرتے تھے۔''

اس عبارت میں **للاذکار** کا لفظ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے یعنی اذکار کی خاطر وہ حلقے نہ باندھتے تھے ان کے حلقے تعلیمِ دین اور تعلیمِ ذکر کے لیے تو ہوتے تھے لیکن محض ذکر کی خاطر نہ تو گھروں میں وہ حلقے باندھتے تھے اور نہ مسجدوں میں۔

اب غور کرنا مؤلف مذکور کا کام ہے کہ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ذکر بالجہر کے لیے حلقے باندھتے تھے؟ یا وہ اس کارروائی کے خلاف تھے؟ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تو ہرگز نہ تھا۔ [حکم الذکر بالجہر:۱۸۶]

یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اصل ہی میں بُری ہو تو وہ بدعت ہو گی بلکہ وہ اہم طاعات اور عبادات بھی جن کو شریعت نے مطلق چھوڑا ہے اُن میں اپنی طرف سے قیود لگا دینا یا اُن کی کیفیت بدل دینا یا اپنی طرف سے اوقات کے ساتھ متعین کر دینا یہ بھی شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہو گی اور شریعتِ اسلامی اس کو پسند نہیں کرے گی۔ [راہِ سنت:۱۱۸، بابِ چہارم]

''جب (شریعت نے) ذکر اللہ وغیرہ عبادات کو کسی خاص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ متعین نہ کیا ہو تو اپنی طرف سے وقت اور کیفیت کا متعین کرنا اور اس تعیین کا التزام کرنا بدعت بھی ہے اور

غیر مشروع بھی۔ ''[راہِ سنت:۱۲۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ اگرچہ تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید کی بہت کچھ فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور وہ محبوب ترین ذکر ہے لیکن اس کا یہ خاص طرز وطریقہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بتایا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ خود تمہارا ایجاد کردہ ہے۔ لہٰذا یہ بدعت ضلالت بھی ہے اور گمراہی بھی، بدعتِ عظمیٰ بھی ہے اور بدعتِ ظلماء بھی اور بقول امام ابنِ دقیقُ العید رحمہ اللہ اس مخصوص کیفیت کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فضیلتِ ذکر کی عام دلیلوں کے نیچے داخل نہیں کیا۔[راہِ سنت:۱۲۴]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نصِ صریح ہے کہ یہ کیفیت اور احداث ہیئتِ جدیدہ آپ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں نہ تھی۔[راہِ سنت:۱۲۹]

سوال یہ ہے کہ کیا اجتماعی صورت میں، اور وہ بھی مسجد میں جہر سے ذکر کرنا اور اسی ہیئت کے ساتھ جہر سے درود شریف پڑھنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے یا وہ اس کو منع کرتے اور اس کو بدعت کہتے ہیں؟ آپ نے صحیح روایات سے یہ معلوم کر لیا کہ وہ ان دونوں کو بدعت اور ان پر عمل کرنے والوں کو بدعتی کہتے ہیں اور ان کا وجود تک مسجد میں گوارا نہیں کرتے اور فوراً ان کو مسجد سے باہر نکال دیتے ہیں۔[راہِ سنت:۱۲۹]

حضراتِ صحابۂ کرام میں درجہ اوّل کے مفسّر (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلّی اعتماد حاصل ہے وہ اس اجتماعی صورت میں ذکر بالجہر کرنے اور مل کر بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کو بدعتی کہتے ہیں، اور اس فعل کو پسند نہیں کرتے، جب ان کو یہ فعل پسند نہیں تو سابق روایت (جس کو تمہارے لیے عبداللہ بن مسعود پسند نہ کریں، میں بھی اس چیز کو تمہارے لیے پسند نہیں کرتا) کے پیشِ نظر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ فعل ہرگز پسند نہیں، اب جس کا جی چاہے ان کی پیروی کرے یا کسی اور کی۔ ع نبی اپنا اپنا امام اپنا اپنا۔

بالکل تنہائی میں یا تعلیم کی خاطر ذکر بالجہر کا معاملہ الگ ہے۔[راہِ سنت:۱۳۰]

''آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان بن ابی العاص وغیرہ جلیل القدر حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور پابندیٔ

وقت کے ساتھ ادا کرنے سے محض اس لیے منع کیا کہ اس طرز وطریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیے اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہدِ مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا، اس لیے یہ امور بدعت ہیں اور معمولی بدعت بھی نہیں، بدعتِ عظمٰی اور بدعتِ ظلماء ہیں بلکہ ضلالت بھی ہیں اور گمراہی بھی ہیں **اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْھَا**" [راہِ سنت:۱۴۲]

(۱۱)......قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مناظر اہل سنت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے، میں نے اُن سے بھی مجلس ذکر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ: حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔تو حضرت (لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: "ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔"...... (اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی اِس صورت کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ورنہ سوال نہ کرتے [ناقل])

......حضرت (لاہوریؒ) نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کر دی تھی۔...... مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے۔اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔......مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔

......مفاسد کی وجہ سے امر مستحب بھی بدعت قرار دیا جاتا ہے اور اب تو مجلس ذکر گویا کہ پیری مریدی کے لیے لازم سمجھی جاتی ہے۔چنانچہ رسائل میں شائع ہوتا ہے کہ فلاں حضرت صاحب نے فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائی اور فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائیں گے۔

اکابر اہل سنت دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی (مجالس منعقد) کرائی ہیں۔" [تحفظ عقائد اہل سنت:۲۱۷]

''بہر حال مروجہ مجالسِ ذکر بوجہ تداعی عام وغیرہ کے بدعت ہیں، ان کو ترک کرنا چاہئے۔'' [ایضاً]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفۂ اجل اور دار العلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور اکابرِ دیوبند کے معمولات بالخصوص اپنے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے معمولات سے اچھی طرح واقف ہیں، ان کا مجلس ذکر کے لیے تداعی کو ناجائز قرار دینا، حنفیہ کے قواعد اور جمہور مشائخ واکابرِ دیوبند کے فتاویٰ وارشادات کے مطابق ہے، جس میں حضرت لاہوری کی مجلسِ ذکر اور آج کل کی عام مروّجہ مجالسِ ذکر میں فرق کی بھی صراحت ہے۔

(۱۲)......حضرت مولانا سیّد مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''معلوم ہوگیا کہ تہجد، اوابین، اشراق، چاشت، صلوٰۃ التسبیح، سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ اور شبِ معراج ۲۷/رجب کی اجتماعی عبادات بوجہ تداعی کے مکروہ ہیں مجلس ذکر اور مجلس درود شریف بھی اجتماعی طور پر تداعی کے ساتھ اگر ہوگی، تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اس لئے کہ یہ مجلس مستحب اور نفل عبادت میں داخل ہے اور نفل عبادت کے لئے تداعی اور اعلان کا مکروہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔......

یہی حکم دعاء طویل وقصیر کا ہے جو علاوہ نماز کے ہو اور اس کے لئے تداعی اور بلاوا ہو، ورنہ نماز کے تابع ہوگی اور جائز ومسنون ہوگی، یا وعظ کے تابع ہو کر جائز ہوگی۔ درس بخاری ختم بخاری ہو، یا ابتداء، چونکہ از قبیل تبلیغ احکام اور مامور بہ کا فرد ہے، اس لئے اس کے لئے تداعی جائز ہے، البتہ ختم قرآن پر محض دعا کے لئے تداعی کو بغیر وعظ وتبلیغ کے مکروہ کہا جائے گا۔ [حیاتِ ترمذی: ۴۷۴، ۴۷۵]

یہ تداعی اور اعلان ہی نفلی عبادت کے لئے اس کے منع کرنے کے لئے کافی ہیں کوئی اور مفسدہ ہو یا نہ ہو، احقر کے نزدیک تو کسی بزرگ کے انتقال پر مدارس میں اجتماعی قرآن خوانی بھی اس ذیل میں آتی ہے، اگر انتقال کے اعلان سے ہو، اور اگر پہلے سے کسی اور وجہ سے جمع ہیں تو پھر بھی بہتر تو یہی ہے کہ علیحدہ علیحدہ ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کریں، تاکہ دیکھنے والوں کو اجتماع للقراءۃ کا شبہ نہ ہو، لیکن اس صورت میں چونکہ اجتماع للقراءۃ نہیں ہے، اس لئے گنجائش معلوم ہوتی ہے، ترغیب کے لیے تو اجتماع ضروری نہیں ہے۔ انفراداً بھی قراءۃ کی جاسکتی ہے اور یہی ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا معمول تھا، ترغیب کے جواز سے اجتماع کا جواز لازم نہیں آتا......

اس ذکرودرود شریف کے پڑھنے میں اگر اجتماع ہوتا ہے، تو اس کا حکم پہلے گذر چکا اور اچھی طرح واضح ہو چکا کہ یہ مکروہ اور بدعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتماعی ذکر کرنے والوں اور درود شریف پڑھنے والوں کو مبتدع فرمایا اور ہیئت جدیدہ کے احداث کو اس کی علت قرار دیا، اس صورت میں یہ اجتماع اور احداث ہیئتِ جدیدہ دونوں موجود ہیں، تو اس کا جواز کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔

اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی تاکید فرمانے سے اجتماعی ذکر کا ثبوت تو لازم نہیں آتا، انفرداً ذکر اللہ کی کثرت بتلائی جائے تو بھی مقصود حاصل ہے۔

جیسا کہ مظاہر علوم سہارنپور اور خانقاہ تھانہ بھون میں عمل تھا، یہی طرز خانقاہ رائے پور کا رہا ہے، ان خانقاہوں میں اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ذکر کی ہمیشہ بکثرت تلقین ہوتی رہی اور اس پر عمل رہا۔

اور مشائخ کے بعض طرق میں جو ذکر بالجہر مروج ہے یا شاذلیہ طریقہ میں اجتماعی ذکر مروج ہے وہ بطور علاج کے ہے وہ سنت نہیں ہے، اس کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔

جب اس طریقہ پر ذکر سے پہلے فضائل ذکر کا بیان ہوگا، اس کے بعد اس طریقہ پر ذکر ہوگا، تو لازماً سامعین اس ذکر کو ان فضائل کا مورد اور سنت سمجھیں گے، اور حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ پر ذکر سنت نہیں ہے، بلکہ کسی شیخ کا تجویز کردہ علاج ہے، اس مغالطہ سے بچانا ضروری ہے، اور چونکہ یہ طریقہ ہمارے اکابر مذکورہ کے موافق نہیں اور نہ ہی یہ سنت ہے، اگرچہ بعض سلسلوں میں رواج پذیر ہے، لیکن چونکہ اس میں سنت ہونے کا مغالطہ بھی ہوتا ہے، اور التزام مالا یلزم کا بھی خطرہ ہے، فہمیدہ اور سمجھدار لوگ اگرچہ سنت و لازم نہ سمجھیں، مگر عوام اس کو بھی سنت یا لازم سمجھیں گے، اور جس طرح ضرر لازمی سے بچنا ضروری ہے، متعدی ضرر سے بھی اجتناب ضروری ہے، اس لئے قابل ترک ہے، انفرادی طور پر ذکر اللہ کی خوب تلقین کی جائے اور حسب فرصت اس کی تعلیم دی جانی چاہئے۔''

[حیاتِ ترمذی: ۴۴۱، ۴۴۲]

(۱۳)......مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں:

''ایسے اُمور سے اجتناب ضروری ہے، اپنے طور پر ہر شخص جتنا چاہے درود شریف پڑھے، باعث برکت ہے۔'' [احسن الفتاویٰ: ۱/۳۸۰]

''درود شریف کے لیے ان قیود و تخصیصات کا کوئی ثبوت نہیں، جس کام کے لئے حضورِ اکرم ﷺ نے کوئی خاص کیفیت اور کوئی خاص طریقہ متعین نہ فرمایا ہو، اُس کے لیے اپنی طرف سے مخصوص طریقے بنالینا دین میں اختراع اور زیادتی ہے۔'' [احسن الفتاویٰ: ۱/۳۶۵]

مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ ''مجالسِ ذکر'' کے نام سے اپنے مفصل و مدلل رسالے میں فرماتے ہیں:

''بدون تداعی اجتماعی ذکر جائز لغیرہ ہے......

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نے ہیئتِ اجتماعیہ جہراً ذکر کرنے والوں کو مبتدعین قرار دے کر ڈانٹ کر مسجد سے نکال دیا تھا۔

''مجالسِ ذکر کے مجوّزین (یعنی جائز قرار دینے والوں) نے اس (روایت) کے تین جوابات دیے ہیں: (۱)......اس اثر کا کتبِ حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ (۲)......یہ جوازِ جہر سے متعلقہ احادیثِ صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔ (۳)......ان لوگوں نے کوئی بدعت شامل کرلی ہوگی مثلاً اجتماع بالتداعی، اہتمام، باہم کوئی اور ارتباط، جہرِ مفرط وغیرہا۔

پہلا جواب (یعنی اس روایت کو غیر ثابت قرار دینا۔ناقل) اس لیے صحیح نہیں کہ طبرانی نے متعدد اسانید سے (اور سننِ دارمی نے۔ناقل) اس کی تخریج فرمائی ہے۔

علاوہ ازیں اکثر فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ''**وَقَدْ صَحَّ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ**'' سے اس (روایت) کی تصحیح وتوثیق فرمائی ہے۔

دوسرے جواب (یعنی یہ کہ یہ روایت جہر کے جواز سے متعلق صحیح وصریح احادیث کے خلاف ہے۔ ناقل) میں رد بلا سبب ہے، اس لیے تیسرا جواب ہی متعین ہے۔

البدع والحوادث:

(۱) جہر کو مستحب لعینہٖ سمجھنا۔......(۲) جہر کو بدون عوارض ذکرِ خفی سے افضل سمجھنا۔......(۳) مجالسِ ذکر کو جائزۃٌ لعینہا سمجھنا۔......(۴) **فَاِعْتِقَادُ کَوْنِہَا مُسْتَحَبَّۃً بِدْعَۃٌ بِالْاَوْلیٰ**۔...... (۵) باہم امام اور مقتدیوں جیسا تعلق رکھنا، یعنی کوئی شخص مقتدیٰ بن کر ذکر کروائے دوسرے اس کی اقتداء کریں۔......(۶) ذاکرین میں باہم کسی بھی قسم کا ربط۔......(۷) بذریعۂ تداعی دو تین افراد سے زیادہ کو جمع کرنا، نوافل کی جماعت میں دو تین سے زیادہ کا نفسِ اجتماع ہی بحکم تداعی ہے، مگر حلقِ ذکر میں یہ صورت بحکمِ تداعی نہیں۔

قولِ معاذ و عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۸) فرائض اور واجبات کی طرح التزام، یا اس کے تارک کو ملامت کرنا یا اس کی طرف غفلت کی نسبت کرنا یا اس کو طریقِ افضل کا تارک سمجھنا۔...... (۹) دوسری تقییدات وتخصیصات۔......

(۱۰) یہ اعتقاد کہ مجلسِ ذکر بدون ترکِ معاصی اصلاحِ قلب ونجات کے لئے کافی ہے۔......

(۱۱) حاجاتِ دنیویہ کے لیے اس اعتقاد سے مجالسِ ذکر منعقد کرنا کہ ارتکابِ کبائر کے باوجود اس سے کام بن جائے گا۔

قولِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **"اجلس بنا نؤمن ساعة"** (صحیح بخاری)

اس قسم کے الفاظ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

اس سے ذکر کے لیے تداعی پر استدلال صحیح نہیں، اس لیے کہ اس سے مجلس علم مراد ہے۔

اگر مجلس ذکر تسلیم کر لی جائے، تو دعوۃ الواحد ہے تداعی نہیں۔" [احسن الفتاویٰ: ۹/۲۲۶]

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کی مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مروجہ ذکر کی مجالس میں بآوازِ بلند ذکر کرنے کو اپنی ذات میں مستحب سمجھا جاتا ہے، جبکہ بآوازِ بلند ذکر کرنا خاص عوارض کی وجہ سے جائز تھا، مگر ان مجالس میں بغیر عوارض کے عام حالات میں بھی آہستہ ذکر کے مقابلے میں ذکرِ جہری کو افضل سمجھا جاتا ہے اور مروّجہ مجالسِ ذکر کو اپنی ذات میں جائز سمجھا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر ان مجالس کے مستحب لعینہٖ ہونے کا اعتقاد رکھا جاتا ہے، اور مروّجہ مجالسِ ذکر میں باہم امام اور مقتدیوں کی طرح کا تعلق رکھا جاتا ہے، ایک شخص امام کی طرح مقتدیٰ بن کر ذکر کراتا ہے اور دوسرے اس کی اتباع میں ذکر کرتے ہیں، اور ذاکرین کا آپس میں حلقہ وغیرہ بنا کر کسی نہ کسی طرح کا ربط و تعلق تو ہوتا ہی ہے، نیز لوگوں کو خاص مجلسِ ذکر کی دعوت دی جاتی ہے اور جمع کیا جاتا ہے، اس کے لئے اشتہار دیئے جاتے ہیں، جو کہ تداعی میں داخل اور ممنوع و مکروہ ہے۔

اور بعض جگہ ان مجالس کا فرائض و واجبات کی طرح التزام کیا جاتا ہے یا اگر کوئی ان مجالس میں شریک نہ ہو تو اس کو ملامت کیا جاتا ہے، یا اس کی طرف غفلت کی نسبت کی جاتی ہے یا پھر کم از کم اس کو ذکر کے افضل طریقہ کے ترک کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ مروجہ مجالسِ ذکر میں دوسری قیودات وتخصیصات بھی جمع ہوگئی ہیں اور ان مجالسِ ذکر کے متعلق عوام کا یہ اعتقاد ہوگیا ہے کہ گناہوں کو چھوڑے بغیر ہی یہ مجالسِ ذکر اصلاحِ قلب، تزکیۂ نفس اور نجات کے لیے کافی ہیں۔

اسی طرح دنیوی حاجات ومقاصد کے لیے اس عقیدہ کے ساتھ یہ مجالسِ ذکر منعقد کی جاتی یا ان میں شرکت کی جاتی ہے کہ گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ان مجالسِ ذکر سے مقصد برآری ہو جائے گی وغیرہ۔ انتہیٰ

مروّجہ اجتماعی مجالسِ ذکر میں مذکورہ سب یا ان میں سے کسی ایک خرابی کا پایا جانا بھی کافی ہے، کیونکہ مذکورہ اُمور میں سے ہر ایک خرابی مستقل وجہ ہے۔

(۱۴)......استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار کرنا کسی ہیئتِ خاصہ کی بناء پر تھا، نفسِ اجتماعی ذکر پر نہ تھا، اجتماعی ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے کا التزام کریں یا ایک کہلوائے اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دوہرائے جیسے بچوں کو گنتی یا پہاڑے یاد کرائے جاتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کی یہ دونوں صورتیں محلِ کلام ہیں، اور تیسری شکل یہ ہے کہ ذاکرین ایک جگہ مجتمع ہوں اور سب اپنا اپنا ذکر کریں، کسی دوسرے کے ذکر کی طرف قطعاً متوجہ نہ ہوں، وقت ومحل کی وحدت کے اعتبار سے یہ اجتماعی ذکر ہے لیکن نفسِ ذکر کے لحاظ سے انفرادی ہے، یہ درست ہے، پس ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار پہلی دوسری قسم کے بارے میں ہو جس کا آپ نے وہاں مشاہدہ کیا۔'' [خیر الفتاویٰ:۲/۷۰۹]

اس فتوے پر مولانا مفتی اسحاق، مولانا مفتی عبداللہ اور مولانا مفتی محمد انور کی تائید بھی درج ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ جن مجالسِ ذکر میں اس طرح ذکر ہو کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کا التزام کریں، یا ایک کہلوائے اور باقی افراد دہرائیں، یہ دونوں صورتیں مفتی عبدالستار رحمہ اللہ اور جامعہ خیر المدارس کے مفتیانِ کرام کے نزدیک محلِ کلام ہیں۔

اور مروّجہ مجالسِ ذکر میں یہ دونوں صورتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱۵)......شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (خلیفۂ اجل شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ) فرماتے ہیں:

''جس عبادت کو شریعت نے انفرادی طور پر مشروع فرمایا ہے، اس کو اجتماعی طور پر کرنا بدعت ہے۔'' [اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم، بعنوان: مساجد میں آوازِ بلند ذکر کرنا:۱۱۳]

نمازوں کے علاوہ شریعت نے ذکر و تسبیح اور درود شریف وغیرہ اجتماعی طور پر پڑھنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ ہر شخص کو الگ الگ جو پڑھنا ہو پڑھے، اَب ان اذکار کو اجتماعی طور پر مل کر پڑھنا بدعت ہوگا۔ [ایضاً]

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ آج کل مسجدوں میں زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنے اور گا گا کر درود وسلام پڑھنے کا جو بعض لوگوں نے رواج نکالا، یہ بدعت ہے، اور اس سے مساجد کو پاک کرنا لازم

ہے۔[ایضاً:۱۱۵]

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے جلیل القدر خلیفہ نے پہلے تو انفرادی واجتماعی عمل کو اپنے اپنے مقام پر رکھنے کا قاعدہ بیان فرمایا، اور اس کی خلاف ورزی کو بدعت قرار دیا، اور پھر اس قاعدہ سے یہ مسئلہ واضح فرمایا کہ ذکر وتسبیح اور درود شریف وغیرہ کو اجتماعی طور پر پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے۔

(۱۶)......فتاویٰ حقانیہ میں مروّجہ مجالسِ ذکر کے بارے میں ایک مفصّل ومدلّل فتویٰ موجود ہے:

''قوم کے جس عمل پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بدعت کا فتویٰ دے کر ممنوع قرار دیا تھا وہ ان کا ہیئتِ اجتماعی خاص مسجد میں جہر سے ذکر کرنا اور درود پڑھنا تھا......ممانعت کی بنیاد اس بات پر رکھی گئی تھی کہ حضور ﷺ کے زمانے میں اس طرح ذکر کرنا معہود نہ تھا، تو بدعت فی الدین ہونے کی وجہ سے ممنوع قرار دے دیا گیا، اسی بناء پر فرمادیا گیا کہ ''مَااَرَاکُمْ اِلَّامُبْتَدِعِیْنَ''

[فتاویٰ حقانیہ:۲/۹۷-۹۸]

''بہرحال تحقیقِ مذکورہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ ذکر بالجہر اگر ذریعۂ اذیت الی الغیر ہو یا وہ کسی ایسے طریقہ سے ہو جو حضور ﷺ سے ثابت نہ ہو جس کی وجہ سے وہ بدعت کی حد میں داخل ہوجاتا ہو تو ممنوع اور ناجائز ہوگا، چونکہ واقعہ مسئول عنہا میں بھی ذکر بالجہر غیر ثابت شدہ طریقہ سے ہے، اس لیے لامحالہ بدعت کی حد میں داخل ہوکر ممنوع ہوگا، اس عمل کی حالت اس قوم کے عمل کی حالت سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے جس پر ابنِ مسعود نے مبتدعین کا حکم لگایا تھا، اس بناء پر یہ بھی اس کی طرح بدعت ہوکر ممنوع قرار پائے گا، سُنَنِ نبویہ اور علمائے شریعت کی تصریحات سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جس عبادت کو شریعت نے مطلق رکھا ہو اس کے لئے اپنی طرف سے مخصوص وقت یا کسی خاص ہیئت یا کیفیت کو اگر معین کرلیا جائے تو اس کی وجہ سے وہ عبادت بدعت ہوجاتی ہے۔''

[ایضاً:۱۰۰]

''اس مسلّمہ اصول کے پیشِ نظر جب ہم واقعہ مسئول عنہا پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اپنی طرف سے بہت سی تخصیصات ایجاد کرکے ملائی گئی ہیں، ایک وقت کی تخصیص، دوسری ہیئت اور تیسری کیفیت کی تخصیص۔ ان تمام تخصیصات کی وجہ سے یہ اجتماع اور ذکر علماء کے پیش کردہ قانون کے بموجب دونوں بدعت قرار پائیں گے۔'' [ایضاً:۱۰۱]

''اس اجتماع کے متعلق جو اِن خلافِ شرع اُمور پر مشتمل ہے، ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ یہ ایک

بدعت اور ناجائز فعل ہے ،اس میں شمولیت اعانت علی البدعۃ اور توقیرِ مبتدِع ہے، جوشرعاً مذموم اور ممنوع ہے۔" [ایضاً صفحہ ۱۰۲و۱۰۳]

(۱۷)......استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مذکورہ بالا حوالہ جات سے ذکر بالجہر کا فقہ حنفی سے حکم معلوم ہوا، اب مجالس ذکر کا حکم جانتے ہیں، مجالس ذکر کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ مجامع ذکر ۲۔ علاجًا اجتماعی ذکر ۳۔ تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر بالجہر

[۱]......مجامع ذکر: (ذاکرین کے مجمع میں انفرادی ذکر)

لوگ از خود ذکر اور عبادت کے لیے مساجد اور خانقاہوں میں جمع ہو جائیں جس میں تداعی (دعوت دینا، بلانا اور لوگوں کو جمع کرنا) نہ ہو اور لوگ اپنی اپنی صوابدید پر ذکر کریں، اس میں کوئی شخصیت داعی نہیں ہوتی، اس کو 'اجتماعی ذکر' سے نہیں بلکہ "مجامع ذکر" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ مجامع اکثر مساجد میں ہوتے ہیں جن کو فرشتے تلاش کرتے ہیں اور ان میں شامل ہوتے ہیں۔

[۲]......علاجاً (یا تعلیماً [ناقل) اجتماعی ذکر:

شیخ اپنے مریدین کے لیے جو ذکر تجویز کرتا ہے اس کی رائے..بالجہر تجویز کرے یا بالسر۔ اجتماعی طور پر ذکر کرائے یا انفرادی طور پر ذکر کرائے یہ احداث فی الدین نہیں بلکہ احداث للدین ہے۔

چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اسی طرح ان اشغال کو جمعیت خاطر کا ذریعہ سمجھ کر کرے تو درست ہے، عبادتِ مقصودہ سمجھ کر کرے تو بدعت ہے۔ یہی حکم ذکر اللہ میں جہر کرنے کا ہے اگر جہر سے ذکر دفعِ وساوس اور جمعیت خاطر کے حصول کی تدبیر سمجھ کر کرے تو درست ہے خود جہر کو طاعتِ مقصودہ سمجھے تو بدعت ہے۔ [مجالس مفتی اعظم: ۳۱۵]

[۳]......تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر:

کوئی شیخ اپنے مریدین کو یا کوئی مرید اپنے پیر بھائیوں کو اپنے شیخ کی مجلس میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ آجکل اخبار میں اشتہار یا بیان دیا جاتا ہے کہ فلاں جگہ مجلس ذکر ہوگی اور باقاعدہ تداعی کی جاتی ہے۔

تینوں صورتوں کا حکم:

تیسری صورت بدعت ہے اور پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں۔'' [مروجہ بدعات:۲۹]

(۱۸)......حضرت مدنیؒ کے مرید، حضرت پیر خورشیدؒ کے خلیفہ مجاز مولانا سید امین شاہؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے سلسلہ عالیہ میں اجتماعی ذکر کی بجائے انفرادی ذکر بتلایا جاتا ہے۔ اِس سلسلہ میں ایک اُصول ملحوظِ خاطر رکھیے کہ: فرض نماز اور اُن نمازوں کے علاوہ جو باجماعت ادا کرنا ثابت ہوں، مثلاً: تراویح، کسوف، استسقاء۔ اور حج بیت اللہ جیسی اجتماعی فرض عبادت کے علاوہ جو بھی نفل نماز اور اعمال ہیں تمام فقہاء کا اِس پر اجماع ہے کہ وہ گھر پر اور خلوت میں افضل ہیں۔ کیونکہ جس قدر تخلیہ ہوگا، اِخلاص زیادہ ہوگا۔ اخلاص کی برکت سے قبولیت یقیناً ہوگی۔ جیسے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آہستہ تلاوت کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی: أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ. یعنی جس ذات سے میں مناجات کر رہا ہوں اس کو میں نے سنا دیا۔

مثلاً: اگر کوئی بادشاہ کسی کو وقت مقرر کر کے ضروری مشورہ کے لیے اکیلے آنے کا حکم کرے تو وہ معتمدِ خاص پوری جماعت کے ساتھ حاضر ہو جائے تو شاہِ وقت کی خصوصی ملاقات کی اُس نے ناقدری کی ہے۔ وہ کبھی بھی اِس سے وہ راز نہ کہے گا جس کے بارے تنہائی میں گفتگو کا ارادہ تھا۔

نفلی عبادات کی اَصل قدر یہی ہے کہ بندہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہوں، تیسرا کوئی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تنہائی میں ملاقات، یہ عظیم اعزاز ہے۔ اِس لیے ذکر کرتے ہوئے خالق حقیقی سے خلوت میں رابطہ مضبوط کرنا چاہیے۔ اجتماعی مجالس ذکر میں مذکورہ گوہر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست　　کراماً کاتبین را ہم خبر نیست''

[شجرہ مبارکہ مع تسبیحات واورادِ ماثورہ: مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ مخدوم پور پہوڑاں ضلع خانیوال:۶۱]

(۱۹)......استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ذکر'' اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، لیکن اب مروجہ مجالس ذکر میں عادتاً ذکر بالجہر (جیسا کہ آج کل مشاہدے میں آتا ہے کہ ایک آدمی کہلواتا ہے، مجمع کہتا چلا جاتا ہے۔) کا التزام کیا جاتا ہے، اور اس کی تداعی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ مزاج شریعت اور روحِ تصوف دونوں کے منافی ہے۔'' [مکتوب بنام مولانا نثار احمد صاحب، مجلّہ صفدر، شمارہ ۳۷، ص:۳۸]

(۲۰)......حکیم العصر، شیخ الحدیث مولانا عبد المجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آج کل تصوف کے نام پر کئی جدتیں اور بدعتیں ہمارے اندر بھی داخل ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ جو کہ ہمارے اکابر کے ہاں نہیں تھیں۔ منجملہ ان میں ایک یہ (ہے) کہ آج کل اخبارات میں

بڑے بڑے اشتہارات چھپتے ہیں کہ فلاں حضرت، فلاں مقام پر، فلاں وقت تشریف لائیں گے، مجلس ذکر ہوگی، مراقبہ ہوگا، اوراس کے ساتھ ساتھ ان کی تصویریں چھپتی ہیں، ان کی ویڈیو بنتی ہے۔ جب یہ خرافات ہوں گی تو روحانیت اور دلوں کی صفائی کیسے ہوگی؟'' [لولاک، حکیم العصر نمبر: ۲۲۵]

''حضرت خواجہ خان محمد رحمہ اللہ نے صحیح اُصولوں اور اکابر کی ہدایات کے مطابق خانقاہی نظام کو چلایا۔ اس میں کوئی ایک واقعہ معلوم نہیں کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے نام سے ''مجلس ذکر اور مراقبہ'' کا اشتہار چھپا ہو۔'' [ایضاً] (اگر کسی نے چھپوایا بھی ہو تو بلا اجازت وعلم ہوگا۔ [ناقل])

''ہمارے کچھ اہل تصوف شاگرد ہیں۔ اب انہوں نے مدارس کے اجتماعات میں اسپیکر میں اجتماعی ذکر کرانا شروع کر دیا ہے۔ میں نے کئی مقامات پر ان کو روکا بھی۔ لیکن وہ اس کا زیادہ اثر ہی نہیں لیتے۔'' [ایضا]

''ایک طالب علم نے سوال کہ استاذ جی! ذکر بالجہر کرنا کیسا ہے؟ آج کل جیسے تاریخ متعین کی جاتی ہے اور وقت بھی متعین کیا جاتا ہے اور سب لوگ آواز ملا کر لاؤڈ اسپیکر پر ذکر کرتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

حضرت استاذ جی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس طرح ذکر کرنا ٹھیک نہیں۔ اس طریقے سے ذکر کرنا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ ہی ہمارے اکابرین سے۔ البتہ ہمارے اکابرین چھوٹے چھوٹے کمرے بناتے تھے جس میں صرف دو تین آدمی آسکتے تھے، ان کمروں میں بیٹھ کر الگ الگ ذکر کرتے تھے۔ اور آج کل تو مجلس ذکر کے نام پر لوگ اشتہار چھپواتے ہیں۔ یہ بالکل جائز نہیں۔ بلکہ بدعت ہے۔'' [ملفوظات حکیم العصر: ۱۳۰]

(۲۱)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

سوال: ''کچھ لوگ مسجد میں بعد نمازِ عشاء حلقہ بنا کر درود شریف پڑھتے ہیں اور جمعرات کو شیرینی بھی تقسیم کرتے ہیں، **مجوّزین** کا اصرار ہے کہ حلقہ بنا کر درود شریف بآوازِ بلند پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔''

جواب: ''درود و سلام کو کسی ہیئت کے ساتھ مخصوص کر دینا یا کسی ایسی ہیئت کو زیادہ ثواب کا موجب سمجھنا، جو صحابۂ کرام سے منقول نہیں اور جو شخص اس ہیئت کو اختیار نہ کرے اسے بُرا سمجھنا بدعت ہے، جس سے احتراز کرنا چاہیئے، کبھی کبھی اجتماعی طور سے حلقہ بنا کر درود شریف پڑھنا اصلاً مباح ہے، لیکن چونکہ صحابۂ کرام سے یہ طریقہ منقول نہیں اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں ثواب زیادہ

ہے اور جو شخص اس طریقے سے درود شریف نہ پڑھے وہ قابلِ نکیر نہیں ہے، لہٰذا اگر اس اجتماعی صورت کو زیادہ ثواب سمجھ کر اختیار کیا جائے اور جو شخص اس ہیئت کو اختیار نہ کرے اسے برا سمجھا جائے تو یہ بدعت ہوگا، اور چونکہ آج کل اس اجتماعی ہیئت کو اسی نیت سے اختیار کیا جاتا ہے اور سوال میں بھی اس کی تصریح ہے اس لیے اس طریقے کو ترک کرنا چاہیے۔'' [فتاویٰ عثمانی: ۱/۱۴۰، ۱۴۱]

یاد رہے کہ اس فتوے پر مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی تصدیق و تصحیح بھی درج ہے۔

(۲۲)......حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ لکھتے ہیں:

''ہمیں دیکھنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں جو مجالس اور حلقے (ذکر کے) قائم ہوتے تھے، کیا اُن کے لیے لوگوں کو بلایا جاتا تھا؟ دوسرے لفظوں میں کیا اُن مجالس کے انعقاد کے لیے تداعی ہوتی تھی؟ یا وہ مجالس اور حلقے بلا تداعی کے خود بخود قائم ہو جاتے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ خیر القرون میں تداعی کے ساتھ مجالسِ ذکر قائم کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔'' [فقہی مضامین: ۱۲۸]

''بہر حال (صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں) اس بات کا التزام نہیں کیا جاتا تھا کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں بلکہ ایسا کرنے کو وہ بدعت جانتے تھے، اسی ناجائز طریقے کو ہم جماعتی یا اجتماعی ذکر کا نام دیتے ہیں۔'' [فقہی مضامین: ۱۲۵]

''اجتماعی ذکر یعنی جب ذاکرین یہ التزام کریں کہ سب بیک وقت ایک ہی ذکر کریں پھر ذکر خواہ سرّی ہو یا جہری بدعت و مکروہ ہے، چاہے مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور اگرچہ اجتماع بغیر تداعی کے ہوا ہو۔'' [فقہی مضامین: ۱۴۷، و مروّجہ مجالسِ ذکر و درود کی شرعی حیثیت صفحہ ۲۸ و ۲۹]

''اسی بناء پر گنگوہ، تھانہ بھون اور رائے پور جو اکابرینِ دیوبند کی خانقاہیں تھیں ان میں جماعتی و اجتماعی ذکر یا وقتی مصلحت و ضرورت کی بناء پر کسی مکروہ و بدعت کو اختیار نہیں کیا گیا۔''

[فقہی مضامین: ۱۴۳، و مروّجہ مجالسِ ذکر و درود کی شرعی حیثیت صفحہ ۲۴]

''ہم ممانعت کو مطلق بھی نہیں لیتے اور وہ مجالسِ ذکر جو تداعی کے بغیر ہوں اور جن میں اجتماعی ذکر کا التزام نہ کیا گیا ہو، ان مجالسِ ذکر کو جائز سمجھتے ہیں اور صرف ان مجالسِ ذکر کی تخصیص کرتے ہیں جن کے لیے تداعی کی گئی ہو یا جن میں اجتماعی ذکر کا التزام کیا گیا ہو۔'' [ایضاً: ۱۳۶]

''اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود مستحب ہے، لیکن غیر مشروع ہیئت میں اس کو کرنا بدعت ہے، ایک غیر مشروع ہیئت یہ ہے کہ اجتماعی صورت میں اس طریقے سے کیا جائے کہ سب ذکر کرنے

والے یہ التزام کریں کہ وہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں گے، خواہ کسی کو امیر بنا کر یا اس کے بغیر اور خواہ جہراً ہو یا سِرّاً ہو۔'' [فہمِ حدیث: ۳۶۴/۱]

(۲۳)......مولانا سید مفتی عبدالقدوس ترمذی زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں:

ذکر وغیرہ مستحب عبادات کے لئے اجتماع اور تداعی کو فقہائے کرام نے منع فرمایا ہے، اس لیے اجتماعی مجالسِ ذکر کو سنت یا مستحب نہیں کہا جاسکتا، صوفیاءِ کرام کے ہاں اگر تعلیم کے لیے اجتماعی ذکر ہو تو تعلیم اور علاج کی حد تک اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، احادیث میں اجتماعی ذکر کے جو واقعات مذکور ہیں، وہاں اجتماع کا اہتمام اور تداعی کا التزام نہ تھا، بلکہ صرف نفسِ اجتماع اور اس کی مباح کیفیات پائی جاتی تھیں، جیسا کہ حضرتِ اقدس مدنی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے، التزام واہتمام اور دیگر مفاسد، قیوداتِ زائدہ نہ تھیں اس لیے ان کو بنیاد بنا کر مروَّجہ مجالسِ ذکر کو مستحب ومسنون قرار دینا صحیح نہیں ہے۔'' [معارفِ مدنی: ۴۴۹]

(۲۴)......ہفت روزہ ''ضربِ مومن'' میں ''دارالافتاء والارشاد'' کا یہ فتویٰ مع سوال وجواب شائع ہوا:

''سوال:......ذکرِ جہر بہیئتِ اجتماعیہ، دواماً کرنا، مع شرائط یعنی کسی نمازی، نائم، بیمار وغیرہ کو تکلیف نہ ہو، قرآن وحدیثِ نبوی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو اس کو بدعت کہے وہ خود کیا ہے؟

جواب:......تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر قرآن وحدیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، البتہ بعض اکابر علماء نے تزکیۂ نفس کی غرض سے دل جمعی اور حضورِ قلبی پیدا کرنے کے لئے ذکرِ جہری کو اختیار کیا ہے۔ اگر کچھ لوگ اتفاقاً یا وعظ سننے کی غرض سے جمع ہو جائیں اور ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرے اور صورتاً ہیئتِ اجتماعیہ بن جائے، لیکن اس ہیئت کو لازم یا سنت ومستحب نہ سمجھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ان حدود کی رعایت ہو تو اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں، البتہ اگر کوئی شخص اس ہیئت میں ثواب سمجھے یا اس کو لازم یا مستحب سمجھے یا اس میں کسی اور بدعت کا ارتکاب کرے، تو پھر بے شک یہ بدعت اور ناجائز ہے۔'' [آپ کے مسائل کا حل: ۱۶۰/۱، ۱۶۱]

خلاصہ بحث: دو درجن کے لگ بھگ اکابر اہل سنت دیو بند کے حوالہ جات سے خوب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ مروجہ مجالس ذکر شرعاً ناجائز اور بدعت ہیں اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم

(نوٹ: اِس تحریر میں مفتی رضوان صاحب مدظلہم کی کتاب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔)

☆......☆......☆......☆

مولانا محمد الیاس گھمن کی خدمت میں!

مولانا محمد الیاس گھمن ایک سوال (اجتماعی ذکر کا ثبوت دیں۔) کے جواب میں کہتے ہیں کہ:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لا یقعد قوم یذکرون اللہ،** جب ایک قوم، پوری جماعت اللہ کا ذکر شروع کرتی ہے، تو **(الا) حفتھم الملئکۃ،** ملائکہ اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں، **غشیتھم الرحمۃ،** اُن پر خدا کی رحمت آتی ہے، **نزلت علیھم السکینۃ،** دلوں کو اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ **وذکرھم اللہ فیمن عندہ۔** اور جو اللہ کے پاس ملائکہ ہیں، اللہ اُن میں اِن کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے، اور اِس روایت پر علامہ نووی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے: وہ ہے ''باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن والذکر''۔ اجتماعی طور پر تلاوت اور ذکر کرنے کا مستحب ہونا۔ یہ تو صحیح مسلم کے اندر حدیث موجود ہے۔ جب ایک قوم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے، تو جب ایک قوم ذکر کرتی ہے تو اکٹھا کرے گی یا الگ الگ کرے گی؟ بولو! اکٹھا کرے گی ناں؟

اور میں کہتا ہوں: اور کسی کو اعتراض ہو نہ ہو، کم از کم دیوبند والوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

اُس کی وجہ: حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے تھے، اور [۱] اونچا...... نمبر۲: اکیلے نہیں، اجتماعی۔...... نمبر۳: گھر میں نہیں، مسجد میں۔ اونچا......اور اجتماعی...... اور مسجد میں۔ اور وفات کے بعد اُن کی قبر سے خوشبو آئی۔ اگر یہ کام بدعت ہوتا تو بدعتی کی قبر سے خوشبو نہیں آتی، (بد) بو آسکتی ہے۔ خوشبو آئی۔ صاحبِ کشف تھے۔

اور مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کون تھے؟ محدث، مفسر، پیر اپنی جگہ پر، جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر تھے۔ کوئی اور اعتراض کرے تو کرے، کم از کم دیوبندی تو نہ کرے۔'' [شارٹ کلپ #۱۷]

اِس اِرشاد سے مولانا گھمن ''مروجہ مجالس ذکر'' کو ثابت کرنا چاہ رہے جن میں تداعی و اہتمام کے ساتھ آواز ملا کر جہری ذکر کیا جاتا ہے، یہی صورت خود مولانا گھمن کے ہاں بھی رائج ہے۔

حالانکہ

۱......مولانا محمد الیاس گھمن اپنے رسالے ''قافلہ حق'' وغیرہ میں جن اکابر کا نام استعمال

کرتے ہیں، یعنی امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ، اُن اکابر نے اِس قسم کے ''اجتماعی ذکر'' کو بدعت قرار دیا ہے۔ حوالہ جات اِسی شمارے میں موجود ہیں۔

۲......نیز مولانا الیاس گھمن جن حضرات سے ''اجازت وخلافت'' کے مدعی ہیں، اُن میں سے ایک حضرت حکیم اختر رحمہ اللہ ہیں۔ جن کی خلافت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے اپنے اعلان کے مطابق ویڈیو بازی کی وجہ سے مولانا الیاس گھمن سے سلب ہو چکی ہے۔...... دوسرے حضرت مولانا امین شاہ رحمہ اللہ [مخدوم پور والے] ہیں، اجتماعی ذکر کے بارے میں اُن کا ملفوظ بھی اِسی شمارے کا حصہ ہے۔......اس کے علاوہ مولانا گھمن' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے سلسلے میں بھی دوطرف سے خلافت کے مدعی ہیں، اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بھی مروجہ مجالس ذکر کو درست نہیں سمجھتے، بلکہ بدعت قرار دیتے ہیں۔ حوالہ جات اِسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ اَب مولانا گھمن اِرشاد فرمائیں کہ وہ جن بزرگوں کا نام استعمال کر رہے ہیں، اِس بارے میں وہ اُن میں سے کس کی پیروی کرتے ہیں؟

۳......مولانا گھمن نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا نام استعمال کیا ہے، حالانکہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کی وساطت سے خود حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا ارشاد، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان رحمہ اللہ کی صراحت اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی توضیح بھی اِسی شمارے میں موجود ہے۔ مولانا گھمن یہ بتائیں کہ خود حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کی اِن تصریحات وتوضیحات کے باوجود حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر سے ''مروجہ مجالس ذکر'' پر استدلال کرنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

۴......مولانا الیاس گھمن نے حضرت امام نووی رحمہ اللہ کے قائم کردہ باب کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جبکہ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے حضرت امام نووی رحمہ اللہ کی متعدد عبارات بالواسطہ اور بلاواسطہ نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ کے نزدیک تو ذکر اور تکبیر وغیرہ میں 'جہر' بھی غیر مستحب ہے، چہ جائے کہ ''اجتماعی ذکر بالجہر'' مستحب ہو۔ دیکھیے حکم الذکر بالجہر: ۱۶۷۔۱۷۹۔ لہٰذا محض باب کا عنوان دیکھ کر کوئی حکم لگانے کے بجائے امام نوویؒ کی جملہ عبارات

کو مدنظر رکھ کر تطبیق دی جائے گی۔

۵......جو حدیث مبارکہ مولانا نے پیش کی ہے، اُس میں مروجہ صورت کے اجتماعی ذکر (آواز ملا کر ذکر کرنے) کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ بلکہ اکابر اہل سنت دیوبند کی تصریحات کے مطابق اِس حدیث سے فقط ذاکرین کا بلا تداعی واہتمام اکٹھے بیٹھ کر اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرنا مراد ہے۔ چنانچہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے یہی حدیث ''فضائل ذکر'' میں درج فرمائی ہے، اور اپنے ایک مکتوب میں اکٹھے بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے کو کئی نوع سے موجب تاثیر قرار دیا ہے، لیکن آواز ملا کر ذکر کرنے کو بدعت فرمایا ہے۔

نیز یہ حدیث شریف چونکہ دیگر کتب حدیث کے علاوہ مسلم شریف میں بھی ہے، اِس لیے یہ عذر نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر سے اوجھل رہ گئی ہوگی، بلکہ یہ یقیناً سب کے علم میں تھی، لیکن اِس کے باوجود سبھی نے ''اجتماعی ذکر'' سے منع فرمایا ہے تو لازماً حدیث کا مفہوم وہ نہیں ہے جو مولانا گھمن اِس سے کشید کرنا چاہ رہے ہیں۔

٦......ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر اِس حدیث کا وہی مفہوم ہے جو مولانا گھمن نے اِرشاد فرمایا ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، چودہ سوسالہ اکابر اہل سنت اور علمائے دیوبند سے صراحت کے ساتھ مجلس ذکر کی یہ صورت (تعلیم کے علاوہ) منقول کیوں نہیں ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک عمل مستحب ہو اور اس کی کوئی صریح مثال نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، نہ صحابہ کرام سے، نہ راوی حدیث سے، نہ خیر القرون سے اور نہ چودہ سوسالہ امت کے علماء وفقہاء سے؟

٧......نیز اِس سوال کا جواب دیئے بغیر بھی مولانا گھمن کی بات قابل قبول نہیں ہوسکتی کہ: اگر حدیث شریف میں اجتماعی طور پر یعنی آواز ملا کر ذکر کرنے کا بیان ہے، تو پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے والوں کو بدعتی قرار دے کر مسجد سے نکال کیوں دیا تھا؟ (ممکن ہے مولانا گھمن ''ذکر اللہ کے فضائل ومسائل'' نامی کتاب کے مؤلف کی پیروی میں یہ کہہ دیں کہ حدیث ابن مسعود سنداً صحیح نہیں۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ: یہ دعویٰ درست نہیں، کیونکہ بہت سے محدثین نے نہ صرف اِس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، بلکہ اکابر اہل سنت دیوبند مثلاً حضرت مفتی کفایت اللہ، مولانا

سرفراز خان صفدر، مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمہم اللہ وغیرہم نے اِس حدیث سے استدلال بھی کیا ہے۔اور ظاہر ہے محدثین وفقہاء جس حدیث سے استدلال کریں، وہ یقیناً اُن کے نزدیک اصلاً یا تائیداً ''صحیح'' ہوتی ہے۔

۸......گھمن صاحب کی پیش کردہ اِسی حدیث سے ایک بریلوی عالم نے ذکر بالجہر پر استدلال کرنے کی کوشش کی تھی، اُس کے جواب میں امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ (جن کا نام بھرپور طریقے سے استعمال کرنے کے باوجود اُن کے ویڈیو اور تصویر کی حرمت کے فتوے سے گھمن صاحب کو سخت چڑ ہے۔ اُنہوں) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''حکم الذکر بالجہر'' میں اُن بریلوی عالم کے استدلال کے جو جوابات تحریر فرمائے تھے، گھمن صاحب کو وہ بھی دیکھ لینے چاہییں، کہ جس حدیث میں ''جہر'' کی بھی صراحت نہیں، اُس سے ''اجتماعی ذکر بالجہر'' کیسے ثابت ہوسکتا ہے؟

۹......آخری بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کہیں اجتماعی طور پر جہر ثابت ہے (مثلاً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد صحابہ کے ساتھ مل کر تسبیح وتہلیل پڑھتے تھے۔) تو وہ صرف تعلیم کے لیے ہے۔ دیکھیے حکم الذکر بالجہر: ۱۷۰۔ جیسا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجالس ذکر تعلیم کے لیے تھیں۔

لہٰذا مولانا گھمن کا اِس حدیث سے 'مروجہ مجالس ذکر' کے جواز پر استدلال کرنا بالکل غلط ثابت ہوا۔

نوٹ: مولانا گھمن نے ''ذکر بالجہر کی شرعی حیثیت'' کے بارے میں بھی جمہور اکابر دیوبند سے جدا موقف اپنایا ہے۔ نیز اِس سلسلے میں اُن کے اپنے قول وعمل میں بھی تضاد ہے، اس کی وضاحت پھر کبھی!

☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کوئی شخص مشائخ حقہ میں سے کسی سے بیعت ہو اور اُنہوں نے ذکر جہری کی تعلیم دی ہو تو تعلیم کے مطابق اپنا اپنا الگ الگ ذکر جہری کر سکتے ہیں، لیکن مسجد میں ذکر جہری سے نمازیوں کو تشویش اور تکلیف ہوتی ہو تو ایسی صورت میں مسجد میں زور زور سے ذکر کرنا جائز نہیں۔......اسی طرح اگر مسجد میں ذکر جہری سے بدعتوں اور نئی نئی چیزیں پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے موقع پر ذاکرین بھائی مسجد میں ذکر کرنے پر اصرار نہ کریں۔ اور ان کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں اس طرح ذکر کریں کہ سونے والوں اور نماز پڑھنے والوں وغیرہم کو تکلیف نہ ہو۔'' **[فتاویٰ رحیمیہ: ۲/۲۴۶]**

بسلسلہ: دفاع شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

جناب محمد بن علوی مالکی صاحب اور اُن کے حامیوں کے نظریات اور اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب

المعروف......تحفظ عقائد اہل سنت (جدید ایڈیشن)

صفحات: 896، رعائتی ہدیہ: 350، ڈاک خرچ: 70 روپے، رابطہ: 0307-5687800

ذکر اور اعتکاف میں مروجہ بدعات

تالیف: نمونہ اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ

مقدمہ: سلطان العلماء حضرت مولانا علامہ خالد محمود مدظلہم [پی ایچ ڈی، لندن]

صفحات: ۷۲......رعائتی قیمت: 35......ناشر: دارالامین 0307-5687800

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور مروجہ مجالس ذکر

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے طرزِ عمل اور مکتوبات کی روشنی میں حضرت کا واضح موقف

امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور مروجہ مجالس ذکر

حضرت لاہوریؒ، جانشین حضرت لاہوریؒ مولانا عبید اللہ انورؒ، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور امین ملت مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ کے ارشادات و تحریرات کی روشنی میں امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر اور مروجہ مجالس میں واضح فرق

مجالس ذکر اللہ کے نام پر

اکابر اہل سنت دیوبند کے خلاف سازشیں

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے خلیفہ مجاز مولانا حفیظ اللہ کی

ناانصافیوں، غلط بیانیوں، مغالطہ آمیزیوں اور اکابر دیوبند کے مسلک سے بغاوتوں پر

مشتمل کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا منصفانہ جائزہ

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ......(زیر ترتیب)